بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین..........

اداریہ

سابقہ فوجداری قوانین اور حدود آرڈیننس ایک تقابلی جائزہ

آج جبکہ حدود اللہ کا سرعام مذاق اڑایا جارہا ہے اور شعائر اسلامی کی تضحیک ہورہی ہے، حدود آرڈیننس کی آڑ میں حدود اللہ پر تنقید کی جارہی ہے اور نشریاتی وسائل پر قرآنی آیات واحکام کا استخفاف معمول کا عمل بن گیا ہے۔ حدود کا میڈیا ٹرائل ہورہا ہے اور علماء کو مجرموں کے کٹہرے کی طرح ٹی وی چینلز کے کٹہرے میں لاکر ان پر سوالات مجرمانہ کی بوچھاڑ کی جارہی ہے۔ اخبارات میں سے بعض حدود اللہ کے بارے میں حدود آرڈیننس کی آڑ لے کر ایسے اشتہارات ومضامین شائع کررہے ہیں جو شاید کسی غیر مسلم اکثریت والے ملک میں بھی مسلمانوں کے خلاف شائع نہ ہوتے ہوں۔

اس موقع پر جہاں دیگر اہم دینی شعائر کو نشانۂ تنقید بنانیکی کوشش کی گئی ہے وہیں غامدی اور پرویزی طرز فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے سنت کو بھی دین کے مآخذ سے خارج کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

حدود آرڈیننس کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے کہ یہ کوئی صحیفہ آسمانی نہیں کہ اسے منسوخ نہ کیا جاسکتا ہو ہم نے مانا کہ یہ صحیفہ آسمانی نہیں لیکن اس میں صحیفہ آسمانی کی ترجمانی اور اس کے احکام کے نفاذ کی روح ضرور موجود ہے۔ اس دعوے کے ثبوت کے طور پر سابقہ فوجداری قوانین جو جرم زنا کے حوالہ سے رائج تھے اور موجودہ حدود آرڈیننس کی بعض جزئیات کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۹۷ میں لفظ زنا کی تعریف اس طرح ہے :

جو کوئی کسی عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور اس کے بارے میں اسے علم یا یقین ہے کہ وہ کسی اور کی بیوی ہے اور اس شخص کی اجازت یا اس سے مشاورت کے بغیر اس فعل کا ارتکاب کرتا ہے، نیز اس کا یہ فعل زنا بالجبر کے زمرے میں بھی نہیں آتا تو تصور کیا جائے گا کہ اس نے زنا کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

حدود آرڈیننس میں دفعہ ۴ میں اس جرم کی تعریف یہ ہے کہ ایک مرد اور عورت جو جائز طور پر آپس میں شادی شدہ نہیں ہیں زنا کے مرتکب قرار پائیں گے اگر وہ ایک دوسرے کے ساتھ بغیر کسی جبر کے رضامندی سے مباشرت کرتے ہیں۔

سابقہ قانون (تعزیرات پاکستان) کے مطابق کسی عورت کا شوہر اگر کسی شخص کے خلاف رپورٹ کرے کہ اس نے اس کی رضامندی کے بغیر اس کی بیوی سے مباشرت کی ہے تو ایسے شخص کے خلاف مقدمہ درج ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اس نے ایک شخص کے حق زناشوئی میں مداخلت کی۔ جبکہ
حدود آرڈیننس میں شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ کسی کی زناشوئی پر اعتراض ہو یا نہ ہو ' یہ جرم زنا ہی قرار دیا گیا ہے اور شوہر کے علاوہ کوئی بھی شخص فعل زنا کے مرتکبین کے خلاف زنا کا مقدمہ درج کرانے کا مجاز ہے۔

سابقہ قانون میں صرف شادی شدہ عورت سے مباشرت کرنا جرم تھا اور وہ بھی اس لئے کہ اس نے کسی دوسرے شخص یعنی عورت کے شوہر کے حق میں مداخلت کی ہے۔

حدود آرڈیننس میں زنا بذات خود جرم قرار دیا گیا ہے اور شادی شدہ یا غیر شادی شدہ جوڑوں کے زنا بالتراضی کو زنا ہی قرار دیا گیا ہے۔ جو عین منشائے شریعت ہے۔

سابقہ قانون میں کسی بیوہ یا مطلقہ یا کنواری عورت سے رضامندی سے کیا گیا جنسی فعل زنا تصور نہیں کیا گیا۔
حدود آرڈیننس میں ایسی ہر مباشرت کو جو بلاثبوت نکاح ہو زنا قرار دیا گیا ہے۔

سابقہ قانون مین صرف مرد ہی ملزم زنا قرار پاتا تھا زنا کے جرم میں شریک خاتون زانیہ کو مجرم نہیں قرار دیا گیا اور نہ اس کے لئے کوئی سزا تجویز کی گئی ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ کے بارے میں ☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆

حدود قوانین نے مرد وعورت دونوں کو جو اس جرم مین شریک ہوں برابر کا مجرم قرار دیا ہے جو عین منشائے شریعت ہے۔ **الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مآئة جلدة**..................

سابقہ قانون میں زنا قابل راضی نامہ جرم تھا۔

حدود آرڈیننس نے اسے حسب حکم شریعت' نا قابل راضی نامہ جرائم میں شامل کیا۔

سابقہ قانون میں جرم زنا ثابت ہونے پر پانچ سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر تھیں۔

حدود آرڈیننس نے زنا کے مجرموں کو جرم ثابت ہونے پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق کوڑے لگانے اور سنگسار کرنے کی سزا مقرر کی۔

یہ چند اہم فروق ہیں جو ہم نے بیان کئے اسی طرح جزئیات میں بھی بہت نمایاں فرق ہے۔

حدود آرڈیننس کا جو میڈیا ٹرائیل میر شکیل الرحمٰن کے حلقہ نے کیا اور جس کی سرپرستی ان معروف قوتوں نے کی جن کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے اب ان کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ حدود آرڈیننس کے سلسلہ میں علماء امت نے متفقہ طور پر حسب ذیل سفارشات پیش کی ہیں:

۱۴ جون ۲۰۰۶ کے "میری اخبارات" نے دو مکمل صفحات ان سفارشات کے لئے مختص کئے جو ثواب کی نیت سے بہر حال نہیں کیونکہ جس اخبار کی سطر سطر فروخت ہوتی ہو اور لفظ لفظ کی قیمت وصول کی جاتی ہو یقیناً ان صفحات کو وہ کسی پس پردہ قوت کے ایماء پر ہی وقف کرسکتا ہے۔ بہر کیف ان صفحات پر جو سفارشات شائع کی گئیں ان کے مطابق علماء امت کا یہ متفقہ فیصلہ قرار دیا گیا ہے کہ

۱۔ زنا بالرضا کا مقدمہ اس وقت تک درج نہ کیا جائے جب تک شکایت درج کرانے والا اپنے ساتھ چار گواہ نہ لے کر آئے۔

جبکہ سفارش نمبر ۸ میں یہ لکھا ہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں محض قرائن' سائنس اور میڈیکل کے علم کی گواہی کافی سمجھی جائے۔ اور ایسے ثبوت دستیاب ہوجانے پر مجرم پر حد کا اطلاق ہونا چاہئے۔

یہ دوہرا معیار شہادت واندارج مقدمہ نا قابل فہم ہے۔

۲۔ سفارش نمبر ۳ میں ہے کہ زنا بالرضا کی صورت میں ملزمہ کی بے گناہی کی صورت میں عدالت ازخود قذف کا مقدمہ درج کرے کسی نئی درخواست کا انتظار نہ کیا جائے جبکہ سفارش نمبر ۷ میں ہے کہ زنا

بالجبر کی صورت میں ازخود قذف کا' مقدمہ درج نہ کیا جائے۔ بلکہ الگ سے کیس درج کیا جائے۔

۳۔ سفارش نمبر ۴ میں ہے کہ زنا بالرضا کی صورت میں حمل کو کافی ثبوت قرار نہ دیا جائے جبکہ سفارش نمبر ۸ میں ہے کہ زنا بالجبر میں سائنس اور میڈیکل رپورٹس کی گواہی کافی سمجھی جائے۔

۴۔ سفارش نمبر ۵ مین یہ ہے کہ زنا بالرضا مین جہاں ۴ گواہیاں پوری نہ ہوں وہاں موجودہ قانون میں درج تعزیری کی سزا دینا درست نہیں بلکہ اس صورت میں سزا کلیۃ ختم کردی جائے۔ (مقصد مجرم کو تعزیری سزا سے بچانا ہے)

۵۔ سفارش نمبر ۶ یہ ہے کہ زنا بالرضا کی سزا دیتے ہوئے معاشرے کے حالات وواقعات اور ماحول کو پیش نظر رکھا جائے (مقصد یہ کہ اگر معاشرہ بے حیائی پسند ہوجائے اور فحاشی وعریانی عروج پر پہنچادی جائے تو زنا کی سزا کو معطل کردیا جائے)

ہمارے خیال میں ان سفارشات کو علمائے امت کی متفقہ سفارشات کہنا غلط ہے "میری اخبارات" میں شائع ہونے والی ۱۱ سفارشات کو متفقہ کہنا جبکہ مباحثہ میں شریک علماء خود اس کی متعدد بار نفی کر چکے ہوں' کھلا بہتان ہے اس پر" میری اخبارات" کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت قذف و بہتان کا مقدمہ درج ہونا چاہئے۔

علماء کرام کو ان سفارشات پر غور وفکر کرکے ان سے لاتعلقی کا اعلان کرنا چاہئے اور یہ بات واضح کردینا چاہئے کہ وہ حدود آرڈیننس جو حدود اللہ کے نفاذ کی راہ ہموار کرتا ہے اسے محض تکنیکی بنیادوں پر رد کرکے اس کی جگہ انہی سابقہ قوانین کو بحال کرنے کی کوشش حدود اللہ کے خلاف اعلان جنگ ہے کیونکہ دونوں قوانین کے تقابلی جائزہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سابقہ قوانین جو انگریزی قوانین کا چربہ ہیں ان میں سرے سے زنا کو جرم ہی قرار نہیں دیا گیا تو سزا کس بات کی؟ جبکہ حدود آرڈیننس نے جرم زنا کو پہلی بار پاکستانی عدلیہ ومقننہ میں جرم تسلیم کروایا ہے اور اس کی یہ ایک خوبی علماء کرام کی طرف سے اس کے دفاع کے لئے اپنے اندر کافی وجہِ جواز رکھتی ہے۔

ہم ذاتی طور پر حدود آرڈیننس کی منسوخی کو شریعت مطہرہ کے خلاف ایک ایسی سازش خیال کرتے ہیں۔ جس کا مقصد اس ملک میں ہر ایسے قانون کے خلاف کاروائی کرنا اور اسے ختم کرنا ہے جس سے اس ملک میں اسلام کی بالادستی وبرتری ثابت ہوتی ہو۔